© rasailojaraid.com

نقش بر آب سے زیادہ نہیں ہوگی۔ (ص ۱۱)

کتاب میں اور بھی مفید بحثیں ہیں۔ ایک مصنف کے تمام افکار و خیالات سے کسی تبصرہ نگار کا متفق ہونا بہت مشکل ہے، پھر بھی مجموعی حیثیت سے کتاب جدید مصری لٹریچر میں خوش آئند اضافہ ہے۔

(۴) **الاسلام المفتریٰ علیہ بین الشیوعیین والرأسمالیین** تالیف محمد الغزالی۔ ۱۷۶ صفحے۔
(کمیونسٹوں اور سرمایہ داروں کی رسہ کشی میں بدنام اسلام کا موقف)

یہ شیخ محمد الغزالی کی تازہ تصنیف ہے۔ موضوع بحث پہلی کتاب سے ملتا جلتا ہے۔ مصنف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام سرمایہ داری اور "شیوعیت" (کمیونزم) دونوں کا دشمن ہے اور یہ دونوں بھی اسلام اور دین کے یکساں دشمن اور مخالف ہیں۔ کتاب میں چھ باب ہیں:-

(۱) تمدن کی رفتار و ارتقاء پر الحاد و ایمان کی کشمکش کا اثر (ص ۱۱-۲۶)

(۲) اخوت عامہ کے ارکان (ص ۲۷-۶۵)

(۳) اسلام میں اجتماعی عدل کے نمونے (ص ۶۵-۸۸)

(۴) اسلامی قانون، نظام معیشت کی تبدیلیوں کا ساتھ دیتا ہے (ص ۸۹-۱۳۲)

(۵) اسلام کے سرکاری ترجمان (ص ۱۳۳-۱۵۲)

(۶) درس عبرت (ص ۱۵۶-۱۷۳)

پہلی چیز جو کتاب کی ہر ہر سطر میں نمایاں نظر آتی ہے، وہ ایک داعی کی تڑپ ہے۔ مثال کے طور پر پہلے باب کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو:-

"یورپ میں دین اپنا آزاد تشخص کھو چکا ہے۔ مختلف کج فہمیوں نے اسے بے بس کر رکھا ہے۔ یہودیت، انتہا پسند صیہونیت کی شکل اختیار کر چکی ہے اور مسیحیت کی حیثیت شہنشاہیت کے آلۂ کار سے زیادہ نہیں۔ اب ان لوگوں کی تمنا یہ ہے کہ اسلام بھی اپنا تشخص اور اپنی خصوصیات کھو کر، کسی دوسرے نظام فکر کی آغوش میں زندگی بسر کرنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پر قانع ہو جائے۔ اور پھر سرکش صیہونیت اور ظالم امپیریلزم (جو پرانی "صلیبیت" کی ایک ترقی یافتہ شکل ہے)، کی طرف صلح و آشتی کا ہاتھ بھی بڑھائے۔ مگر یہ ناممکن ہے۔ مقابلہ اور جدوجہد، اس دین کی فطرت ہے۔ مسلمانوں پر نہیں، بلکہ پوری دنیا پر ظلم ہوگا اگر فکر و عمل کی دنیا سے اُس امت کو الگ کر دیا جائے جو کتاب و سنت پر عمل پیرا، اس کا احترام کرنے والی اور زندگی کی تمام مشکلات میں اس کی طرف رجوع کرنے والی ہے، جس کے لئے دینداری عار نہیں، بلکہ عزت کا باعث ہے، اور ایمان باللہ اور روز آخر پر یقین جس کے لیے باعث اطمینان و سکون ہی نہیں، سرمایۂ سعادت اور توشۂ آخرت بھی ہے۔ یورپ کے لیے ہماری یہ پوزیشن ناقابل قبول ہے تو ہم بھی اس سے کم پر راضی نہیں۔ دیکھیں، اس کشمکش کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ (اِنَّ اُوْرُبَّا تَاْبٰی عَلَیْنَا ذٰلِکَ، وَنَحْنُ نَاْبٰی اِلَّا ذٰلِکَ، وَسَنَرٰی مَا یَکُوْنُ) (ص ۲۱)

مصنف نے اپنی دوسری کتابوں کی طرح یہاں بھی اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ کمیونزم کا مقابلہ صرف فتووں سے نہیں ہو سکتا۔ جب تک ملک کا معاشی توازن درست نہیں ہوگا اور اسلامی عدل کی برکتوں سے قوم متمتع نہیں ہوگی، تمام تشدد اور رکاوٹوں کے باوجود کمیونزم کی فتنہ سامانیاں فساد پھیلاتی رہیں گی۔

"اسلام میں اجتماعی عدل کے نمونے" پیش کرتے ہوئے مصنف نے عمرؓ فاروق اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے دورِ خلافت کی کافی مثالیں دی ہیں۔ ساتھ ساتھ حضرت ابوذر غفاریؓ کے نظریۂ مال کی پوری تائید کرتے ہوئے اس پر بڑی مفصل بحث کی ہے۔ بنو امیہ اور امیر معاویہؓ سے قدرتی طور پر وہ خوش نہیں ہیں۔ حضرت ابوذرؓ کی شدت بھی اصل میں امیر معاویہ ہی کی بے اصولیوں کی پیداوار تھی۔ کعب احبار جیسے لوگوں کے فتووں نے بھی آگ پر تیل کا کام دیا۔ حضرت ابوذرؓ کے باب میں حضرت عثمانؓ کی شدت کو بھی مصنف صحیح نہیں خیال کرتے۔ وہ لکھتے ہیں:-

"مجھے یقین ہے کہ اگر حضرت عثمانؓ غیب جانتے ہوتے اور انہیں معاویہ کی ان کارروائیوں کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خبر ہوتی جو وہ اپنے خاندان کے مستقبل کے لیے کر رہے تھے — اگر انہیں ذرا بھی اس کا اندازہ ہوتا تو وہ سابقین اولین میں سے ایک بے لوث اور پاکباز صحابی کے ساتھ ایسا ناروا سلوک نہ کرتے" (ص ۶)

ازہر کے ایک فتوے کی بھی مؤلف نے پر زور تردید کی ہے۔ فتوے کا خلاصہ یہ ہے کہ "زکوٰۃ اور خراج وغیرہ کے علاوہ مال پر اور کوئی حق واجب نہیں"۔ اولاً تو یہ بات صحیح نہیں۔ دوسرے اس سے مفاد پسند طبقوں کی حمایت مقصود تھی۔ مصر کی اکثر جاگیریں غصب اور حرام طریقوں سے حاصل کی گئی ہیں۔ اجارہ کے قوانین انتہائی ظالمانہ ہیں۔ کسانوں کو دو وقت کی روٹی بھی میسر نہیں۔ ان حالات میں اگر حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر کوئی ٹیکس عاید کرنا چاہے تو اسے ناجائز نہیں کہہ سکتے۔ اہل فتویٰ کا فرض یہ ہے کہ وہ ماحول اور پس منظر کو سامنے رکھ کر فتویٰ دیں اور سرمایہ داروں کے ناشائستہ آلۂ کار بننے سے بچنے کی کوشش کریں۔ مصنف نے مصری جاگیروں کے متعلق ایک لطیف بات اور کہی ہے۔ "جناب مفتی کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ زکوٰۃ نہ ادا کرنے پر نصف مال کی ضبطی کا حکم صادر فرمایا تھا۔ یہاں ہمارے مالدار طبقوں نے تو اپنی زندگی میں ایک پائی بھی کسی فقیر کو نہیں دی۔ ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ کیا یہی انصاف ہے۔ ان ظالموں کے ظلم کی پردہ پوشی کی جائے اور فاقہ مست کسانوں کے سامنے "تقدیر" اور محبوبیت پر خطبہ کہا جائے"؟ (ص ۱۴۲)

کتاب میں اس طرح کی اچھی اور مفید بحثیں اور بھی ہیں۔ مصنف کا انداز فکر واضح۔ اور طرز بیان سلجھا ہوا ہے۔ زبان بھی اچھی اور عالمانہ ہے کسی مؤلف کے ہر ہر حرف سے تو اتفاق مشکل ہے، البتہ ان کے عام فکری رجحان سے ہمیں پورا اتفاق ہے اور ہم ان کی کتابوں کو عربستان کے لیے فال نیک سمجھتے ہیں۔

البتہ ہمیں ان کی اصطلاح اسلامی سوشلزم (الاشتراکیۃ الاسلامیہ) سے سخت اختلاف ہے۔ گو ان کے بیان کے مطابق تفہیم عام کے لیے یہ اصطلاح اختیار کی گئی ہے۔ مگر اس سے بڑی غلط فہمیاں پیدا ہو سکتی ہیں اور ان کے ایک آدھ بیان سے شبہ ہوتا ہے کہ شاید وہ "سوشلزم" کو اچھی طرح سمجھتے بھی نہیں ہیں۔ (ص ۱۴۴)

(باقی)

© rasailojaraid.com